یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق: ایک تعارفی مطالعہ

European Majlis fociftah and Research: An Introductory Study

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر*

ڈاکٹر حافظ حسین ازہر**

Abstract:

The European Council for Fatwa and Research was established in 1997, consisting of several respectable scholars, who issue legal verdict and guidance in some of the most prominent Islamic centers throughout Europe, along with several scholars who do not live in Europe, but carry the worries and anxieties of their fellow Muslims in Europe, thus visit them on a frequent basis and guide them in their conditions and living situations. The objective of this Council is to promote a uniform Fatwa in Europe and to prevent controversy as well as intellectual conflicts regarding the respective issues wherever possible. This research article basically explores the internal structure, governing body, rules and regulations and methodology for issuing fatwa of the European Council.

دنیا کے تقریباً ہر حصے میں مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ مسلمان اس وقت دنیا کی کل آبادی کا ایک چوتھائی یعنی ۲۴ فی صد ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ میں آباد ہے۔ اس وقت دنیا میں ساٹھ کے قریب مسلمان ریاستیں موجود ہیں۔ دنیا کے بہت سے ممالک یا خطے ایسے بھی ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور حکومت غیر مسلموں کے پاس ہے مثلاً انڈیا، برطانیہ، امریکہ، جرمنی، چین، روس، کینیڈا اور فرانس وغیرہ۔ گزشتہ صدی میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے روزگار اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یورپین ممالک کی طرف ہجرت کی ہے اور ان میں سے بھی بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی کہ جنہوں نے وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی ہے۔ غیر مسلم معاشروں میں رہائش پذیر ان مسلم اقلیتوں کو جب مختلف قسم کے سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل کا سامنا کرنا پڑا تو علماء میں شدت سے یہ احساس پیدا ہونا شروع ہوا کہ ان معاشروں میں ایسے ادارے وجود میں آئیں جو مسلمانوں کو ان کے مختلف مسائل میں شرعی رہنمائی فراہم کریں۔

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، کامسائٹس، انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور

**اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف ویٹینری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور

علماء کی کوششوں کے نتیجے میں چند ایسے ادارے قائم کیے گئے ہیں جو غیر مسلم معاشروں میں مسلمانوں کے لیے فقہی مسائل میں ان کے معاشروں کے تناظر میں فتاوی جاری کرتے ہیں۔ان اداروں میں اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا' شمالی امریکی فقہ کونسل' فقہائے شریعت اسمبلی امریکہ اور یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق قابل ذکر ہیں۔

مجلس کا تاریخی پس منظر

یورپ میں مسلمانوں کی پہلے پہل موجودگی دوسری صدی ہجری میں بتلائی جاتی ہے۔مؤرخین نے یورپ میں مسلمانوں کی اقامت کو چار مراحل میں تقسیم کیا ہے جن میں سے آخری مرحلہ وہ ہے کہ جس سے اب ہم گزر رہے ہیں۔اس مرحلے میں بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں نے کاروبار' روزگار اور اعلی تعلیم کے لیے یورپ کے مختلف ممالک میں سکونت اختیار کی۔ان مسلمانوں کو پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے مقامی علماء کی چھوٹی چھوٹی مختلف تنظیمیں اور اسلامک سنٹرز وجود میں آنا شروع ہو گئے۔

آہستہ آہستہ ان اداروں اور سنٹرز کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اب ان اداروں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے کئی تنظیمیں وجود میں آ گئیں' ان میں سے "اتحاد المنظمات الإسلامية في أوروبا" قابل ذکر ہے۔یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق اسی اتحاد کے مختلف سیمیناروں اور مجالس کا نتیجہ ہے۔ جناب تنویر احمد صاحب مجلس کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''رفتہ رفتہ جب انہوں نے یورپی ملکوں کی مستقل شہریت اختیار کر لی اور وہ خود اور ان کی اولاد مقامی معاشروں میں رچ بس گئی تو انہوں نے اپنے مسائل اور معاملات کے حوالے سے منظم ہونے پر توجہ دی۔اس سلسلے میں مختلف تنظیمیں وجود میں آئیں جن کی تعداد میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ان تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لیے کچھ اور تنظیمیں وجود میں آئیں۔ "اتحاد المنظمات الإسلامية في أوروبا" کی تاسیس بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جو یکم دسمبر ۱۹۸۹ء کو قائم کی گئی تھی۔اب تک ۲۶ یورپی ممالک کی اسلامی تنظیمیں اس کی رکن بن چکی ہیں۔اس کے چند مرکزی شعبوں میں ایک یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق ہے۔ اتحاد المنظمات کے زیر اہتمام تقریباً گیارہ سال پہلے دو اجلاس منعقد کیے گئے جن میں سے کئی جید علماء کو جو یورپ میں مقیم تھے' یا وہاں کی مسلم اقلیت کے مسائل میں دلچسپی رکھتے تھے' مدعو کیا گیا۔ان علماء میں شیخ مصطفی الزرقا' شیخ عبد الفتاح أبو غدة' ڈاکٹر سید الدرش' شیخ مناع القطان' شیخ عبد اللہ بن بیہ' شیخ یوسف القرضاوی' شیخ محمد عجلان' ڈاکٹر ناصر المیمان' شیخ فیصل مولوی اور ڈاکٹر عصام البشیر کے نام قابل ذکر ہیں۔ان مجالس میں یورپ اور بالخصوص

فرانس میں مقیم مسلمانوں کے جن فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی' ان میں سے چند ایک یہ تھے...ان مجالس کے مباحثوں اور فیصلوں کی روشنی میں کوئی دستاویز تو سامنے نہیں آئی' تاہم بعض اہل علم نے ان مباحث سے استفادہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر طارق رمضان نے اپنی کتاب میں یورپی شہریت کے حصول کے بارے میں ان مباحث سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اسی قسم کے علمی مباحث آگے چل کر یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق کی تاسیس کا پیش خیمہ بنے۔"[1]

مجلس کا قیام

یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق کا تاسیسی اجلاس ۲۱۔۲۲ ذی القعدۃ ۱۴۱۷ھ یعنی ۲۹۔۳۰ مارچ ۱۹۹۷ء کو برطانیہ کے شہر لندن میں ہوا۔ یہ اجلاس "اتحاد المنظمات الإسلامية في أوروبا" کے تحت منعقد ہوا اور اس اجلاس میں پندرہ سے زائد علماء نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں مجلس کے لیے بنیادی دستور کی منظوری دی گئی جو 'النظام الأساسی' کے نام سے معروف ہوا۔

مجلس کے اُہداف

یورپی مجلس کی تشکیل کے وقت یورپ میں کئی چھوٹی بڑی اسلامی تنظیمیں اور ادارے کام کر رہے تھے ۔ان سب کے باوجود یورپی مجلس کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی یا اس ادارے کے قیام کے وقت کون سے ایسے اہداف و مقاصد پیش نظر تھے کہ جن کے حصول کے لیے ایک نیا ادارہ بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی؟۔ یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق کے بنیادی دستور میں اس کے اہداف و مقاصد کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:

"1۔ إيجاد التقارب بين علماء الساحة الأوروبية' والعمل على توحيد الآراء الفقهية فيما بينهم' حول القضايا الفقهيه المهمة. 2۔ إصدار فتاوى جماعية تسد حاجة المسلمين فى أوروبا وتحل مشكلاتهم' وتنظم تفاعلهم مع المجتمعات الأوروبية فى ضوء الأحكام الشرعية ومقاصدها. 3۔إصدار البحوث والدراسة الشرعية التى تعالج الأمور المستجدة على الساحة الأوروبية بما يحقق مقاصد الشرع ومصالح الخلق. 4۔ ترشيد المسلمين فى أوروبا عامة وشباب الصحوة خاصة' ولک عن طريق نشر المفاهيم الاسلامية الأصلية والفتاوى الشرعية القويمة."[2]

" ۱۔ یورپ میں موجود علماء کے درمیان رابطے اور قرب کی فضاء پیدا کرنا اور مختلف اہم قسم کے فقہی مسائل میں ان علماء کی آراء میں اتفاق و اتحاد کے لیے کوششیں کرنا۔ ۲۔ ایسے اجتماعی فتوے

جاری کرنا جو یورپ میں موجود مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوں اور ان کی مشکلات کو حل کرتے ہوں' اسی طرح احکام شرعیہ اور مقاصد شریعت کی روشنی میں یورپی معاشروں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کو بہتر طور پر منظم کرنا۔۳۔ یورپی ممالک میں پیش آنے والے نئے مسائل کے حل کے لیے ایسے مقالات اور شرعی تحقیقات کو شائع کرنا جو مقاصد شرع اور لوگوں کی مصالح کو مد نظر رکھتے ہوئے مرتب کیے گئے ہوں۔۴۔ یورپ میں عام مسلمانوں کے لیے بالعموم اور نوجوانوں کی بیداری کے لیے بالخصوص رہنمائی دینا اور یہ اس وقت ممکن ہو گا جبکہ اسلام کے اصلی مفاہیم اور درست شرعی فتاوی سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے گا۔''

أہداف کے حصول کے ذرائع

ہر ادارہ اپنے اہداف و مقاصد کی تکمیل کے لیے کچھ وسائل وذرائع سے استفادہ کرتا ہے۔ پس مذکورہ بالا اہداف کے حصول کے لیے مجلس نے کچھ ذرائع سے استفادہ کو اپنے لائحہ عمل میں داخل کیا ہے مثلاً مجلس کے ارکان پر مشتمل ایسی مخصوص کمیٹیاں بنانے کا عزم کیا گیا جن کو وقتی یا دائمی نوعیت کے اہم کام سپرد کیے جائیں اور انہیں ایسے کاموں کی ذمہ داری سونپی جائے جو مجلس کے اہداف و مقاصد کی تکمیل میں مددگار ہوں۔ مجلس کے بنیادی دستور میں ان اہداف تک پہنچنے کے لیے درج ذیل لائحہ عمل تشکیل دیا گیا ہے:

"1۔ تشكيل لجان متخصصة من بين أعضاء المجلس ذات مهمة مؤقتة أو دائمة ويعهد إليها القيام بالأعمال التى تساعد على تحقيق أغراض المجلس. 2۔ الاعتماد على المراجع الفقهية الموثوق بها' وخصوصاً تلك التى تستند إلى الأدلة الصحيحة. 3۔ الاستفادة من الفتاوى والبحوث الصادرة عن المجامع الفقهية والمؤسسات العلمية الأخرى. 4۔ بذل المساعى الحثيثة لدى الجهات الرسمية فى الدول الأوروبية للاعتراف بالمجلس رسمياً' والرجوع اليه لمعرفة أحكام الشريعة الاسلامية. 5۔إقامة دورات شرعية لتأهيل العلماء والدعاة . 6۔ عقد ندوات لدراسة بعض الموضوعات الفقهية. 7۔ إصدار نشرات وفتاوى دورية وغير دورية وترجمة الفتاوى والبحوث والدراسات إلى اللغة الأوروبية. 8۔ إصدار مجلة باسم المجلس تنشر فيها مختارات من الفتاوى والبحوث والدراسات التى يناقشها المجلس أو التى تحقق أهدافه." [3]

''۱۔ مجلس کے ارکان پر مشتمل ایسی مخصوص کمیٹیاں بنانا جن کو وقتی یا دائمی نوعیت کے اہم کام سپرد کیے جائیں اور انہیں ایسے کاموں کی ذمہ داری سونپی جائے جو مجلس کے اہداف و مقاصد کی تکمیل میں مددگار

ہوں۔۲۔ قابل اعتماد فقہی مصادر کا اعتبار کیا جائے اور خاص طور پر ان مصادر پر اعتماد کیا جائے جن کی بنیاد صحیح دلائل پر ہے۔۳۔ دوسرے فقہی اکیڈمیاں اور علمی اداروں کے فتاوی اور شائع شدہ تحقیقات سے بھی استفادہ کیا جائے۔۴۔ یورپی ممالک میں حکومتی اداروں میں مجلس کی سرکاری حیثیت منوانے کے لیے حتی الامکان کوشش کرنا' اور مجلس کی اس حیثیت کا اقرار کروانا کہ احکام شرعیہ میں رہنمائی کے لیے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔۵۔ علماء اور مبلغین کی تیاری کے لیے شرعی مجالس منعقد کرنا۔۶۔ بعض فقہی موضوعات کی درس و تدریس کے لیے ورکشاپوں کا انعقاد۔۷۔ کتب اور اجتماعی و انفرادی فتاوی کی اشاعت اور ان فتاوی و مقالات و تحقیقات کا یورپی زبان میں ترجمہ۔۸۔ مجلس کے نام سے ایک ایسا مجلہ جاری کرنا' جس میں ان منتخب شدہ فتاوی' مقالات اور تحقیقات کو شائع کیا جا سکے کہ جن کے بارے میں مجلس مباحثہ و مناقشہ کر چکی ہو یا وہ مجلس کے اہداف کی تکمیل کرنے والی تحریریں ہوں۔"

موجودہ مجلس کے اَراکین

- پروفیسر یوسف القرضاوی (قطر)
  صدر
- شیخ علی القرۃ داغی (قطر)
  نائب صدر
- شیخ عبداللہ بن یوسف الجدیع (برطانیہ)
  نائب صدر
- شیخ حسین محمد حلاوہ (آئرلینڈ)
  جنرل سیکرٹیری
- شیخ ڈاکٹر احمد جاء باللہ (فرانس)
  رکن
- شیخ ڈاکٹر حسین حامد حسان (مصر)
  رکن
- شیخ ڈاکٹر سلیمان بن فہد العودۃ (سعودی عرب)
  رکن
- اُستاد احمد کاظم الراوی (برطانیہ)

رکن

- شیخ أنیس قرقاح (فرانس)

رکن

- شیخ راشد الغنوشی (برطانیہ)

رکن

- استاذ ڈاکٹر جمال بدوی (کینیڈا)

رکن

- ڈاکٹر حمزہ بن حسین الفعر الشریف (سعودی عرب)

رکن

- شیخ ڈاکٹر خالد الحنفی (جرمنی)

رکن

- شیخ عبدالمجید النجار (فرانس)

رکن

- شیخ سالم الشیخی (برطانیہ)

رکن

- شیخ ڈاکٹر عبدالستار أبو غدۃ (مصر)

رکن

- شیخ ڈاکٹر عجیل النشمی (کویت)

رکن

- شیخ العربی البشری (فرانس)

رکن

- شیخ ڈاکٹر عصام بشیر (سوڈان)

رکن

- شیخ مصطفی ملا اوغلو (آسٹریا)

رکن

- شیخ ڈاکٹر صہیب حسن احمد (برطانیہ)

  رکن
- شیخ طاہر مہدی (فرانس)

  رکن
- شیخ محبوب الرحمن (ناروے)

  رکن
- شیخ ڈاکٹر اکرم کلش (ترکی)

  رکن
- شیخ محمد صدیق (جرمنی)

  رکن
- شیخ ڈاکٹر محمد علی المنصوری (متحدہ عرب امارات)

  رکن
- شیخ ڈاکٹر حسین کفازوفیتش (بوسنیا)

  رکن
- استاذ ڈاکٹر جاسر عودۃ (قطر)

  رکن
- شیخ نہات عبد القدوس (جرمنی)

  رکن
- شیخ ڈاکٹر صلاح سلطان (مصر)

  رکن
- شیخ امین الحزمی

  رکن
- شیخ البقالی الخمار

  رکن[4]

رکنیت کی شرائط

ہر تنظیم، مجلس، کمیٹی اور جماعت اپنی رکنیت کے لیے ایک معیار مقرر کرتی ہے۔ اسی طرح مجلس کے بنیادی دستور میں بھی مجلس کی رکنیت کے لیے ایک معیار مقرر کیا گیا ہے۔ مجلس کی رکنیت کے لیے چند ایک شرائط کا حامل ہونا ضروری ہے' ان شرائط کا تذکرہ مجلس کے بنیادی دستور میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"1۔ أن يكون حاصلاً على مؤهل شرعي جامعي' أو ممن لزم مجالس العلماء وتخرج على أيديهم' وله معرفة باللغة العربية. 2۔ أن يكون معروفاً بحسن السيرة والالتزام بأحكام الإسلام وآدابه. 3۔ أن يكون مقيماً على الساحة الأوروبية. 4۔ أن يكون جامعاً بين فقه الشرع ومعرفة الواقع.۵۔ أن توافق عليه الأكثرية المطلقة للأعضاء." [5]

"۱۔علوم اسلامیہ میں مہارت ہو' چاہے یہ مہارت کسی دینی یونیورسٹی میں تعلیم کے ذریعے حاصل ہوئی ہو یا علماء کی مجالس کے التزام اور کسی دینی مدرسے سے فراغت کے بعد ہو۔ ۲۔ رکن ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ شخص اچھے اخلاق وحسن سیرت کا مالک ہو اور شریعت اسلامیہ اور اس کے آداب کا پابند ہو۔ ۳۔ وہ یورپی معاشرے میں مقیم ہو۔ ۴۔ وہ شرعی احکام کے ساتھ ساتھ فقہ الواقع کی بھی معرفت رکھتا ہو۔ ۵۔ مجلس کے ارکان کی سادہ اکثریت اس کو رکن بنانے کے حق میں ہو۔"

مجلس کے ارکان کی اکثریت کے کہنے پر کچھ ایسے علماء کو بھی مجلس کا رکن بنایا جا سکتا ہے جو یورپی معاشرے میں مقیم میں نہ ہوں لیکن ان ارکان کی تعداد مجلس کے اراکین کی کل تعداد کا زیادہ سے زیادہ ایک چوتھائی ہو سکتی ہے' اس سے زیادہ نہیں۔ مجلس کی رکنیت میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ مختلف یورپی ممالک کی نمائندگی مجلس میں ہو۔ اسی طرح مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کو بھی مجلس کی رکنیت میں ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ [6] مجلس کی رکنیت کے لیے تین معروف اہل علم کے تزکیوں (Character Certificate) پر بھی اعتماد کیا جاتا ہے۔ کسی رکن مجلس کی رکنیت ختم ہونے کی دو وجوہات ہیں' یا تو اس رکن کی وفات ہو جائے یا پھر مجلس کے دو تہائی اراکین مجلس کے کسی باضابطہ اجلاس میں کسی قرارداد کے ذریعہ درج ذیل وجوہات میں سے کسی وجہ سے کسی رکن کی رکنیت ختم کر دیں:

- جب کسی رکن میں مذکورہ بالا شرائط رکنیت میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے۔
- مجلس کے تین اجلاسات سے مسلسل بغیر کسی عذر کے غیر حاضر رہنا۔
- جب کوئی رکن بیماری یا بعض دوسرے حالات کی وجہ سے اپنے فرائض رکنیت ادا کرنے سے قاصر ہو۔

- کوئی رکن خود سے مستعفی ہو جائے۔ [7]

مجلس کو اس بات کا بھی اختیار ہے کہ بعض مصالح کے پیش نظر وہ مختلف یورپین ممالک سے مبصرین کو ان کے خرچے پر مدعو کرے۔ ایسے افراد مجلس کے اجلاس میں شریک ہوں گے لیکن ان کو رائے دینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔اسی طرح مجلس کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ اپنے اجتماعات میں مستشارین' ماہرین فن اور مترجمین کو شرکت کی دعوت دیں تاکہ ان کی معلومات سے مجلس کے تحقیقی عمل کو فائدہ ہو۔ [8] مثال کے طور پر اگر مجلس کسی طبّی مسئلے میں اپنے فتوی کا اظہار کرنا چاہتی ہے تو وہ بہترین ڈاکٹروں کو اپنے اجلاس میں مدعو کرے گی تاکہ نفس مسئلہ کے بارے زیادہ سے زیادہ اور مستند معلومات اہل فن سے حاصل کر سکے۔کیونکہ علماء کی جماعت کو جس قدر فقہ الواقع کا صحیح علم ہوگا' اسی قدر ان کے لیے متعلقہ مسئلے میں اپنی رائے کا اظہار آسان ہوگا۔ مجلس نے اپنے دستور میں یہ بھی طے کیا ہوا ہے کہ ان ماہرین فن کو شرعی مسئلے یا فتوی میں اپنی رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہوگا کیونکہ وہ ان کا میدان نہیں ہے۔ان ماہرین سے صرف نفس مسئلہ کے بارے میں رائے طلب کی جائے گی اور اس کی وضاحت کے بعد جب اس کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کسی شرعی رائے کے اظہار کا موقع آئے گا تو یہ اختیار صرف مجلس کے اراکین کے لیے مختص ہوگا۔

صدر مجلس اور نائب صدر

مجلس کے دستور میں یہ طے کیا گیا ہے کہ اس کا ایک صدر اور نائب صدر ہوگا۔ صدر' مجلس کی تمام سرگرمیوں کا انچارج اور نگران ہوگا۔ صدر کی عدم موجودگی کی صورت میں نائب صدر اس کا قائمقام ہوتا ہے اور مجلس کی تمام ذمہ داریوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ مجلس کے بنیادی دستور میں صدر مجلس کے انتخاب کے طریقہ کار اور مدت عہدہ کے بارے میں درج ذیل الفاظ میں رہنمائی موجود ہے:

"المادة الثامنة عشرة: تنتخب الهيئة العامة بالأغلبية المطلقة من أعضاءها رئيساً للمجلس ونائباً له- المادة التاسعة عشرة: مدة مسؤولية الرئيس ونائبه ثلاث سنوات' اعتبارا من تاريخ انتخابهما' ويجوز التجديد لهما أكثر من مرة. المادة العشرون: في حال خلو منصب الرئيس يحل مكانه نائبه لحين انعقاد المجلس لانتخاب بديل عنه- المادة الحادية والعشرون: يعفى الرئيس ونائبه من منصبهما بقرار معلل يصدر بأغلبية الأعضاء المطلقة لأعضاء المجلس." [9]

"آرٹیکل ۱۸: مجلس کے اراکین اکثریتی رائے سے اپنے لیے ایک صدر اور نائب صدر کا انتخاب کریں گے۔ آرٹیکل ۱۹: صدر مجلس اور نائب صدر کے عہدہ کی مدت ان کی تاریخ انتخاب سے

تین سال تک ہو گی اوران مناصب کی تجدید بھی ایک سے زائد مرتبہ جائز ہو گی۔ آرٹیکل ۲۰: صدر کے منصب کے خالی ہونے کی صورت میں نائب صدر اس کی جگہ کام کرے گا تاکہ مجلس کا اجلاس منعقد ہو سکے اور سابقہ صدر کا جانشین مقرر ہو سکے۔ آرٹیکل ۲۱: مجلس کے ارکان کی اکثریت سے پاس ہونے والی قرار داد جواز کے ذریعے صدر یا نائب صدر کو اس کے عہدے سے مستعفی کیا جا سکتا ہے۔"

صدر مجلس کے فرائض

مجلس کے دستور میں صدر مجلس کے لیے کئی ایک فرائض کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اگر کسی وجہ سے صدر مجلس غائب ہوں یا ان کی مدت عہدہ ختم ہو چکی ہو یا ان کی وفات ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں یہ ذمہ داریاں نائب صدر پر عائد ہوں گی۔ مجلس کے دستور میں صدر مجلس کے لیے درج ذیل فرائض بیان ہوئے ہیں:

مجلس کے مستقل اور وقتی اجلاس کے انعقاد کی دعوت دینا اور اس کے بر وقت اہتمام کی کوشش کرنا۔
مجلس کے اجلاسات کی نمائندگی کرنا اور اس کے نظم و نسق کو سنبھالنا
مجلس سے صادر شدہ فتاوی کا اعتماد بحال کرنا۔
مجلس کے سیکرٹیری یا نائب صدر سے ضرورت کے مطابق کام لینا۔
مجلس سے مماثل اداروں کے ہاں مجلس کی نمائندگی اور ترجمانی کرنا۔[10]

سیکرٹیری جنرل

سیکرٹیری جنرل سے مراد مجلس کی تمام سرگرمیوں، پروگرامات اور ایجنڈے کو بالفعل نافذ کرنے والی شخصیت ہے۔ سیکرٹیری جنرل کا انتخاب صدر مجلس کی تجویز پر مجلس کی غالب اکثریت کی تائید سے ہوتا ہے۔ سیکرٹیری جنرل کے عہدہ کی انتہائی مدت بھی تین سال ہی ہے، لیکن کسی ایک ہی شخص کا ایک سے زائد مرتبہ بھی اس عہدے کے لیے انتخاب جائز ہے۔ آرٹیکل ۲۵ میں سیکرٹیری جنرل کے انتخاب کی درج ذیل شرائط بیان کی گئی ہیں:

" يجب أن تجتمع فى الأمين العام الشروط الآتية: 1۔ أن تتحقق فيه شروط العضوية السابقة. 2۔ أن يكون مقيماً فى بلد المقر وأن يتفرغ لمهام الأمانة العامة ما أمكن." [11]

"یہ ضروری ہے کہ سیکرٹری جنرل میں درج ذیل شروط پائی جاتی ہوں: ا۔اس میں مجلس کی رکنیت

کی بنیادی شرائط پائی جاتی ہوں۔ ۲۔ وہ اس جگہ مقیم ہو جہاں مجلس کا صدر دفتر ہو اور ممکن حد تک مجلس میں اپنے عہدے اور ذمہ داری کے فرائض کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر سکتا ہو۔"

مجلس کے دستور میں سیکرٹری جنرل کے کئی ایک فرائض بیان کیے گئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان فرائض اور ذمہ داریوں کو ایک ترتیب کے ساتھ بیان کر رہے ہیں:

- سیکرٹیری جنرل مجلس کے انتظامی اور عملی امور کا مسؤول ہوتا ہے اور مجلس کے دوسرے ملازمین پر وہ بالفعل نگران ہوتا ہے۔
- سیکرٹیری جنرل اپنے فرائض کی ادائیگی میں تعاون کے لیے ایک خزانچی اور مالی مسؤول کا تعین کرے گا اور ان کے تعین کے لیے وہ ان کے نام صدر مجلس کو پیش کرے گا تاکہ صدر کے اعتماد سے ان کی تقرری ہو۔
- سیکرٹیری جنرل مالی بجٹ اور مجلس کی دوسری ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے ضرورت کے موافق ملازمین کی تقرری کی تجویز پیش کر سکتا ہے اور وہ یہ تجویز صدر مجلس کے سامنے پیش کرے گا تاکہ اس معاملے میں اس کا اعتماد حاصل کرے۔
- مجلس سے صادر ہونے والے رسائل پر مجلس کی مہرِ تصدیق ثبت کرنا اور مختلف سرکاری اداروں اور محکموں کے سامنے اس کی نمائندگی کرنا۔
- مجلس کے ہر اجلاس میں سابقہ اجلاس کی کاروائی پیش کرنا اور دو اجلاسوں کے مابین مجلس کی سرگرمیوں کا جائزہ لینا۔
- صدر مجلس کے مشورے سے اراکین مجلس، ماہرین فن، مستشارین اور مترجمین کو مجلس کے معمول کے مطابق اور عارضی اجلاسوں کے بارے میں خبر دینا اور اسی طرح مجلس کے اجتماع کی جگہ اور مدت کا تعین کرنا۔
- صدر مجلس کی مشاورت سے مجلس کا ایجنڈا، سیکریٹیریٹ کی تقریر، بجٹ پروگرام اور فائنل حساب تیار کرنا۔
- مجلس کے اراکین میں ان سوالات اور موضوعات کو تقسیم کرنا، جن پر مجلس نے بحث کرنی ہو۔
- مجلس کے اجتماعات کی کاروائی کی ریکارڈنگ اور تدوین اور مجلس کی پیش کردہ سفارشات کو مرتب کرنا۔

- عالم اسلام اور دوسرے ممالک میں موجود علمی اداروں اور فقہی مجالس سے رابطہ رکھنا تاکہ مجلس اور ان کے مابین تعاون کی راہ ہموار کی جاسکے۔
- مجلس کی پاس کردہ قراردادوں کی تنفیذ وغیرہ کرنا [12]

مجلس کے دستور میں یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ اگر سیکرٹیری جنرل اپنے واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرے یا اس میں مطلوبہ اہلیت مفقود ہو جائے تو اس کو اس کے منصب سے معزول کر دیا جائے گا۔ یہ معزولی مجلس کے اراکین کی اکثریتی رائے سے ہو گی۔ اسی طرح سیکرٹیری جنرل کے منصب کے خالی ہونے کی صورت میں صدر مجلس کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب شخص کو سیکرٹیری کے عہدے پر عارضی طور پر فائز کر دیں تاکہ مجلس کے انتظامات کو اچھی طرح سے چلایا جاسکے۔[13]

مجلس کے اجتماعات

مجلس کے دستور میں لکھا ہے کہ 'یورپین کونسل برائے افتاء و تحقیق' کے لیے سال کے دوران معمول کا ایک اجلاس لازم ہو گا اور یہ اجلاس مجلس کے صدر دفتر یا کسی ایسی جگہ ہو گا' جہاں اس کے انعقاد پر اراکین کا اتفاق ہو۔ کسی بھی اجتماع کے انعقاد سے پہلے سیکرٹیری جنرل کی طرف تمام اراکین کو اس کے انعقاد کی تاریخ' مدت' جگہ اور ایجنڈے کی اطلاع بھجوائی جائے گی۔

صدر مجلس یا مجلس کے تین اراکین کی سفارش پر کوئی ہنگامی یا فوری نوعیت کا اجلاس بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ سیکرٹیری جنرل کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مجلس کے کسی بھی اجتماع سے تقریباً تین ماہ پہلے اجتماع کے ایجنڈے اور اس سے متعلقہ علمی مواد کو ارکان مجلس تک پہنچائے۔ اگر کسی اجتماع میں مجلس کے اراکین کی حاضری ۵۰ فی صد سے زائد ہو گی تو وہ مجلس کا قانونی اجلاس شمار ہو گا۔[14]

مجلس کا مالیاتی نظام

مجلس کے تمام اخراجات کا ذمہ دار سیکرٹیری جنرل ہوتا ہے جو مالی امور کے ایک ذمہ دار کے ذریعے مجلس کی آمدن اور اخراجات وغیرہ کا حساب و کتاب مرتب کرتا ہے۔ مجلس کے دستور میں ہے:

" المادة التاسعة والثلاثون: آمر الصرف هو الأمين العام. المادة الأربعون: يتولى المسؤول المالى ادارة أموال المجلس من الواردات والنفقات حسب الميزانية المعتمدة و وفقاً للائحة المالية.المادة الحادية والأربعون: أولاً: الواردات' وتشمل: 1۔ التبرعات. 2۔ الوصايا. 3۔ الأوقاف. 4۔ الاشتراكات. ثانياً: النفقات: تضبط فى اللائحة المالية التى سيعتمدها المجلس." [15]

"آرٹیکل ۳۹: مجلس کے جمیع اخراجات کا ذمہ دار سیکرٹری جنرل ہوتا ہے۔ آرٹیکل ۴۰: سیکرٹری جنرل مالی امور کے مسؤول کو مجلس کے مستند بجٹ اور مالی لائحہ عمل کی روشنی میں آمدن اور اخراجات کا نظم و نسق سونپتا ہے۔ آرٹیکل ۴۱: مجلس کی آمدنی کے ذرائع عطیات، وصیتیں، وقف شدہ اموال، ممبر یا رسالہ وغیرہ کی فیس ہوں گے۔ جبکہ مجلس کے اخراجات کا تعین اس مالی لائحہ عمل سے ہو گا جس کو مجلس کا اعتماد حاصل ہو۔"

مجلس کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر مختلف اداروں یا افراد کو تحقیقی سرگرمیوں کے عوض معاوضات جاری کرے، لیکن ان وظائف کا اجراء مجلس کے داخلی نظام و ضابطے کے تحت ہوتا ہے۔ اسی طرح مالی مسؤول اس بات کا بھی پابند ہوتا ہے کہ وہ مجلس کی آمدن اور اخراجات کو مد نظر رکھتے ہوئے سالانہ بجٹ تیار کرے اور اس بجٹ کو پیش کرنے سے ایک ماہ پہلے مجلس کے ارکان کے سامنے رکھتے ہوئے اس کے بارے میں ان کا اعتماد حاصل کرے۔[16]

مجلس کی ذیلی کمیٹیاں

یورپین کونسل برائے افتاء و تحقیق نے اپنے کام میں سہولت اور آسانی کی خاطر کئی ایک ذیلی کمیٹیاں پر بھی بنا رکھی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا ایک مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

کمیٹی برائے تحقیق، ترجمہ اور طباعت

یہ کمیٹی کئی ایک ذمہ داریاں ادا کرتی ہے جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

- یہ کمیٹی اپنے کام کا ایک لائحہ عمل طے کرے گی۔ اس لائحہ عمل کے ذریعے بحث و تحقیق کے موضوعات کا تعین ہو گا، ان پروگرامات کی حد بندی کی جائے گی جن کو مکمل کرنے کا کمیٹی عزم کر چکی ہو۔ علاوہ ازیں اپنے اس لائحہ عمل کی تکمیل کے لیے فنی اور مادی لوازمات کا ایک جائزہ لے گی۔
- کمیٹی اپنی تحقیقات کے دوران اس منہج علمی کو اختیار کرے گی جس کو مجلس نے تجویز کیا ہو یا اس پر اعتماد کا اظہار کیا ہو۔
- مجلس کی علمی مطبوعات، سرکلر اور اعلامیے وغیرہ کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈالنا۔
- تصنیف و تالیف اور بحث و تحقیق کے منصوبوں میں اپنا کردار ادا کرنا اور اپنے کام سے متعلق ماہرین فن اور محققین کی معاونت حاصل کرنے کے لیے سیکرٹری جنرل کو ان کی ایک فہرست پیش کرنا۔

- ایسی علمی مجالس، ملاقاتوں اور سمینارز کا انعقاد، جو مجلس کے مقاصد کو پورا کرتے ہوں۔
- مجلس کے سامنے ان علمی تحقیقاتی منصوبوں کے لیے مناسب معاوضے کی تجویز پیش کرنا، جنہیں مجلس اس کمیٹی کی طرف بھجواتی ہے۔
- مجلس کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے علمی مجلے کی نگرانی اور سپروائزری۔
- مجلس کے اہم علمی منصوبوں اور فتاوی کا یورپ کی اہم زبانوں میں ترجمہ کروانا تاکہ مجلس کے مجلے یا کسی اور جگہ ان کی اشاعت ممکن ہو۔ [17]

کمیٹی برائے فتاوی

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس کمیٹی کی بنیادی ذمہ داری فتاوی سے متعلق امور کی سرپرستی ہے۔ مجلس کے دستور کے مطابق اس کمیٹی کے درج ذیل ذمہ داریاں ہیں:

- فقہی مسائل کے آسان علم اور مختلف مسائل میں تحریری فتوی جاری کرنے کے لیے یہ کمیٹی پہلے اپنے لیے ایک پروگرام تشکیل دے گی اور پھر ممکن حد تک اس پر عمل کی کوشش کرے گی۔
- فتاوی، عدالتی فیصلوں اور احکام سے متعلق بنیادی فقہی مصادر و مراجع کی ایک جامع فہرست تیار کرنا تاکہ یہ اہم فقہی کتب مجلس اور اراکین مجلس کی لائبریریوں میں موجود ہوں۔ علاوہ ازیں ان تمام فقہی مصادر کا ایک مختصر تعارف تیار کرنا بھی کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔
- مختلف موضوعات سے متعلق تمام معروف فقہی مجالس، علمی اکیڈمیوں اور علماء کے فتاوی کو جمع کرنا تاکہ مجلس کے سامنے پیش آنے والے مسائل میں اس علمی کام اور فتاوی سے مدد لی جاسکے۔
- یورپ میں موجود مسلمانوں سے متعلق اہم مسائل میں تحریری فتاوی جاری کرنا اور بعد میں مجلس سے ان کی تائید حاصل کرنا۔
- کمیٹی کو اس کا بھی اختیار ہے کہ وہ ضرورت محسوس ہونے پر مختلف میدانوں سے تعلق رکھنے والے اُصحاب علم و فضل سے مدد حاصل کرے تاکہ کمیٹی کے فتاوی ان تمام نتائج و فوائد کو شامل ہوں جو ان فتاوی سے مقصود ہیں۔
- مجلس کے فتاوی اور تحقیقات پر مشتمل علمی اشاعات کی تیاری میں کمیٹی اہم کردار ادا کرے

گی تاکہ 'کمیٹی برائے تحقیق، ترجمہ و طباعت' ان علمی مباحث کی اشاعت کر سکے۔

- یہ کمیٹی ایک جامع فقہی معجم تیار کرے گی جو بنیادی فقہی اور علمی اصطلاحات پر مشتمل ہو اور مجلس اپنے تحقیقی مقاصد پورا کرنے کے لیے اس معجم سے استفادہ کر سکے۔[18]

کمیٹی برائے منصوبہ بندی

اس کمیٹی کے ذمہ مختلف قسم کے امور ہیں جو درج ذیل ہیں:

- یہ کمیٹی یورپین ممالک میں مسلمانوں کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور عام امور سے متعلق اہم مسائل کی نشاندہی کرتی ہے اور ان کی فہرستیں تیار کرتی ہے۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں تہذیبی ارتقاء کا جائزہ لے گی اور اس سے پیدا ہونے والی مشکلات کا ایک تجزیہ پیش کرے گی تاکہ اس کی یہ ساری بحث اس مسئلے سے متعلق شرعی حل کی تلاش میں تمہید کا کام دے سکے۔ آسان الفاظ میں یہ کمیٹی کسی بھی مسئلے میں مجلس کی شرعی رائے یا فتوی حاصل کرنے کے لیے پہلے اس کے سامنے فقہ الواقع کی صحیح صورت حال پیش کرے گی۔
- جب کبھی مجلس کے سامنے یورپین مسلمان معاشروں سے متعلق کوئی ایسا موضوع پیش آئے جو انتہائی دقیق اور پیچیدہ ہو تو یہ کمیٹی 'کمیٹی برائے تحقیق' کے ساتھ مل کر مختلف ممالک میں اس موضوع سے متعلق سیمینارز اور علمی مجالس کے انعقاد کا ایک پروگرام تیار کرے گی۔ یہ پروگرامات کمیٹی اپنی ذاتی حیثیت میں بھی کر سکتی ہے اور مختلف علمی اداروں اور فقہی مجالس کے تعاون سے بھی ہو سکتے ہیں۔
- یہ کمیٹی سیکرٹیری جنرل اور 'کمیٹی برائے تحقیق' کے ساتھ مل کر تحقیق، ترجمہ اور اشاعت وغیرہ کے لیے ایک لائحہ عمل تشکیل دے گی اور اس کام کی تکمیل کے لیے بعض محققین کے نام بھی بطور تجویز پیش کر سکتی ہے۔[19]

فتاوی کے مصادر و ضوابط

مجلس نے اپنے فتاوی و تحقیقات کے مصادر کی فہرست کو بھی اپنے بنیادی دستور میں متعین کر دیا ہے اور یہ وہی مصادر و مآخذ ہیں جو کہ عام اہل سنت کے ہاں معروف ہیں۔ مجلس کے بنیادی دستور کے آرٹیکل ۳۰ میں ہے:

"1۔ مصادر التشريع الإسلامى المتفق عليها بين جمهور الأمة وهى : القرآن، والسنة ، والاجماع، والقياس. 2۔ مصادر التشريع الاسلامى المختلف فيها كالاستحسان، والمصلحة المرسلة، وسد الذرائع، والاستصحاب، والعرف، ومذهب

الصحابی، وشرع من قبلنا، وذلک بشروطها وضوابطها المعروفة عند أهل العلم، ولا سيما إذا كان في الأخذ بها مصلحة للأمة." [20]

"۱۔جمہور امت مسلمہ کے ہاں جو مصادر شریعت متفق علیہ ہیں وہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔(مجلس کے بنیادی مصادر بھی یہی ہیں)۔۲۔(اس کے علاوہ) وہ مصادر کہ جن کی شرعی حیثیت اہل علم کے درمیان مختلف فیہ ہے مثلا استحسان، مصلحت مرسلہ، سد الذرائع، استصحاب، عرف، مذہب صحابی اور شرع من قبلنا وغیرہ، ان تمام مصادر سے استفادہ ان کی ان شروط اور ضوابط کے ساتھ کیا جائے گا جو اہل علم کے ہاں معروف ہیں، خاص طور پر جبکہ ان مصادر سے استفادہ کرنے میں امت کے لیے کوئی مصلحت پنہاں ہو۔"

مجلس کا تحقیقی منہج

مجلس کے لیے فتوی جاری کرنے کے لیے جو منہج اختیار کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:

"1۔ إعتبار المذاهب الأربعة وغيرها من مذاهب أهل العلم ثروة فقهية عظيمة ويختار منها ما صح دليله وظهرت مصلحته. 2۔ مراعاة الاستدلال الصحيح في الفتوى، والعزو إلى المصادر المعتمدة، ومعرفة الواقع ومراعاة التيسير. 3۔ وجوب مراعاة مقاصد الشرع واجتناب الحيل المحظورة المنافية لتحقيق المقاصد." [21]

"۱۔(کسی موضوع پر اجتماعی فتوی جاری کرتے وقت) عظیم فقہی ذخیرے میں مذاہب اربعہ اور ان کے علاوہ معروف اہل علم کے فتاوی کا اعتبار کیا جائے گا اور اس میں سے اس فتوی کو اختیار کیا جائے گا کہ جس کی دلیل صحیح ہو اور وہ مصلحتاً راجح ہو۔۲۔فتوی جاری کرتے وقت صحیح استدلال، قابل اعتماد مصادر، فقہ الواقع کا تعارف اور آسانی وسہولت کو پیش نظر رکھا جائے گا۔۳۔فتوی دیتے وقت مقاصد شرع کا خصوصی دھیان رکھا جائے گا اور ایسے ممنوع حیلوں سے اجتناب کیا جائے گا جو مقاصد شرع کے حصول میں رکاوٹ ہوں۔"

مجلس کے منہج کو مزید واضح کرتے ہوئے جناب تنویر احمد لکھتے ہیں:

"مجلس کا فتوی صادر کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ ایسے جدید مسائل جن سے مسلم معاشرے کی اکثریت کا واسطہ پڑتا ہے، یا جو اجتماعی اجتہاد کے متقاضی ہوتے ہیں، ان کے بارے میں تحقیقی مقالات لکھوائے جاتے ہیں۔ یہ مقالات عام طور پر مجلس کے فاضل اراکین لکھتے ہیں۔ یہ مقالات مجلس کے سالانہ اجلاس میں پیش کیے جاتے ہیں، جہاں ان پر مختلف جہتوں سے تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔ اگر حاضرین مجلس مقالہ نگار کی رائے سے اتفاق کر لیں، یا بحث ومباحثہ کے بعد بننے والی رائے پر تمام ارکان کا اتفاق ہو جائے تو فتوی جاری کر دیا جاتا ہے۔ اختلاف رائے کی

صورت میں دیکھا جاتا ہے کہ کم از کم دو تہائی حاضر اراکین کسی ایک رائے پر متفق ہوں۔ اختلاف رائے رکھنے والے رکن کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنا موقف مجلس کے سامنے پیش کرے' تاہم اس کا موقف شائع نہیں کیا جاتا۔ اگر ارکان کی رائے میں مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہو تو بحث کے خاتمے پر مقالہ نگار کو مزید غور و فکر کے لیے موقع دیا جاتا ہے' اور دوبارہ اسی مسئلے پر اجتماعی غور و فکر کے لیے مقالہ اجلاس میں پیش کیا جاتا ہے۔ کسی رکن کو، بشمول صدر مجلس، اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ مجلس کے نام پر انفرادی طور پر فتوی صادر کرے' اِلا یہ کہ اس موقف کو مجلس کی مقرر کردہ شرائط کے مطابق ارکان کی حمایت حاصل ہو جائے' تاہم مجلس کا کوئی رکن شخصی طور پر فتوی جاری کر سکتا ہے۔ اس صورت میں وہ مجلس کا نام استعمال کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔'' [22]

فتاوی اور قرار داد کے نشر کرنے کا طریقہ کار

جب کسی مسئلے میں مجلس کے ارکان کا مکمل یا اکثریتی اتفاق ہو جائے تو اس قرار داد یا اجتماعی فتوے کو شائع کرنے کے لیے مجلس نے مندرجہ ذیل طریقہ کار مقرر کیا ہے :

"تصدر الفتاوى والقرارات باسم المجلس في الدورات العادية أو الطارءة باجماع الحاضرين إن أمكن'أو بأغلبيتهم المطلقة' ويحقق للمخالف أو المتوقف من الأعضاء إثبات مخالفته' حسب الأصول المعمول بها في المجامع الفقهية.وينص النظام الأساسي على أنه لا يحق لرئيس المجلس ولا لعضو من أعضاء إصدار الفتاوى باسم المجلس ما لم يكن موافقاً عليها قبل المجلس نفسه' ولكل منهم أن يفتي بصفته الشخصية ' من غير أن يذيل فتواه بصفة عضويته في المجلس أو أن يكتبها على أوراق المجلس الرسمية. " [23]

''معمول کے مطابق یا اتفاقی کانفرنسوں میں مجلس کے تمام ارکان یا ان کی اکثریت کی حاضری کے ساتھ پاس شدہ فتاوی اور قرار دادیں ہی مجلس کی طرف سے نشر کی جائیں گی۔ مجلس کے ارکان میں سے جن کو اس قرار داد میں اختلاف ہو گا یا وہ متوقف ہوں گے تو ان کو اختلاف کا پورا حق دیا جائے گا جیسا کہ عام فقہی اکیڈمیوں میں یہ چیز معمول بہا ہے۔ مجلس کا بنیادی دستور اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مجلس کے صدر یا کسی رکن کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ مجلس کے نام سے اپنے فتوی جاری کرے سوائے اس کے کہ اس کی رائے مجلس کی ذاتی رائے کے موافق ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ مجلس کے ہر رکن کو یہ اجازت حاصل ہو گی کہ وہ اپنی ذاتی حیثیت سے کوئی بھی فتوی جاری کرے لیکن یہ فتوی جاری کرتے وقت نہ تو مجلس کے رکن ہونے کی حیثیت کو اپنے اس فتوی میں

بیان کرے اور نہ ہی مجلس کے سرکاری صفحات پر اس فتویٰ کو لکھ کر دے۔''

مجلس کے جاری کردہ فتاویٰ

اب تک مجلس نے زندگی کے مختلف شعبوں اور گوشوں سے متعلق بیسیوں فتاویٰ جاری کیے ہیں۔ مجلس نے اب تک جو فتاویٰ جاری کیے ہیں ان کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ پہلے مجموعے میں فتاویٰ کی تعداد ۴۳ ہے جبکہ دوسرے مجموعے میں ۳۷ فتاویٰ ہیں۔ درج ذیل اہم موضوعات پر مجلس کی طرف سے فتاویٰ جاری ہوئے ہیں:

- غیر مسلم ممالک میں رہائش اور شہریت کا حصول
- شہریت کے حصول کے لیے عارضی یا دستاویزی شادی
- تفویض طلاق
- غیر مسلم قاضی کی طرف سے تفریق نکاح اور اس کے شرعی اثرات
- غیر مسلم والدین اور اقرباء کی وراثت کا مسئلہ
- سماجی زندگی میں میاں بیوی کے تعامل کے ضوابط
- غیر مسلم والدین سے صلہ رحمی
- بر سر روزگار خواتین کی آمدنی میں شوہر کے مالیاتی حقوق
- غیر محرم کے ساتھ سفر
- غیر مسلموں کی امداد
- حرام کمائی سے مساجد کی تعمیر
- دینی مقاصد کے لیے ایسے عطیات کا حصول جو شرعاً مشتبہ ہیں۔
- رؤیت ہلال
- جمع بین الصلاتین
- غیر مسلم کی آخری رسومات میں شرکت
- غیر مسلموں کے قبرستان میں مسلمانوں کی تدفین
- غیر مسلم علاقے میں سودی قرضوں سے مکانات کی تعمیر
- غیر مسلموں کے مذہبی تہوار میں شرکت
- تقریب بین الأدیان: اُصول وضوابط

- خواتین کا مجبوراً یا عمداً آتیراکی سیکھنا
- ایسے ہوٹلوں میں ملازمت جہاں حرام کھانا دیا جاتا ہے۔
- حکومتی انتخابات میں شرکت اور غیر مسلم پارٹیوں کی حمایت
- اَعضاء کی پیوند کاری
- اِسقاط حمل[24]

مصادر و مراجع

1۔ منصوری، محمد طاہر، ڈاکٹر (مرتب)، اجتماعی اجتہاد: تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء، ص ۴۵۳-۴۵۵

2۔ المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث، التعریف بالمجلس، آئر لینڈ، ۲۰۱۱ء، ص ۱

3۔ ایضاً: ص ۱-۲

4 - 4-Unknown, Members, Retrieved May 01, 2018 from https://www.e-cfr.org/members/

5۔ المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث، النظام الاساسی، آئر لینڈ، ۲۰۱۱ء، ص ۶

6۔ التعریف بالمجلس: ص ۴

7۔ النظام الاساسی: ص ۷

8۔ ایضاً

9۔ ایضاً: ص ۸

10۔ ایضاً

11۔ ایضاً: ص ۹

12۔ ایضاً: ص ۹-۱۰

13۔ ایضاً: ص ۱۰

14۔ ایضاً: ص ۱۲

15۔ ایضاً: ص ۱۳

16۔ایضاً

17۔المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث، اللائحۃ الداخلیۃ، آئرلینڈ، ۲۰۱۱ء، ص۸

18۔ایضاً: ص۹

19۔ایضاً: ص۱۰

20۔التعریف بالمجلس: ص۱۱

21۔ایضاً: ص۱۱

22۔اجتماعی اجتہاد: تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں: ص۴۵۷۔۴۵۸

23۔التعریف بالمجلس: ص۱۱

24۔اجتماعی اجتہاد: تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں: ص۴۵۸۔۴۵۹

مقالہ نگار:

۱۔ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲۔ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ بشریات و سماجی علوم، کامساٹس یونیورسٹی اسلام آباد، لاہور کیمپس، لاہور